شذرات

مملکت پاکستان کا ایک وہ دور تھا جب کہ اس کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت سب کی کوششیں اس امر پر مرکوز تھیں کہ یہ اسلامی مملکت جو ہزاروں مخالفتوں کے بعد وجود میں آئی تھی اور اس کے بعد بھی اس کے مخالف اسے ناکام بنا کر اس کو ختم کرنے کے درپے تھے، اسے کس طرح ان کی دست برد سے محفوظ رکھا جائے۔ خدا نے کیا یہ مملکت جو برصغیر کے مسلمانوں کی ملی امنگوں اور اسلام کے ساتھ ان کی گہری جذباتی و روحانی شیفتگی کا ایک عملی مظہر تھی، ان تمام مخالفتوں پر غالب آئی اور جس طرح اس کا قیام میں آنا ایک تاریخی اعجاز تھا اسی طرح بے شمار اندرونی مشکلات اور شدید بیرونی مخالفتوں کے باوجود اس کا ایک مختصر سی مدت میں قیام کے دور سے گزر کر استحکام کے دور میں داخل ہو جانا اعجاز سے کم نہ تھا۔

اس دور استحکام میں بیشتر توجہ یا تو بین الاقوامی سیاسیات میں مملکت پاکستان کے مقام کو معین کرنے اور اس کے سیاسی موقف کی تحدید کی طرف رہی اور آج کی دنیا میں کسی ملک کے استحکام میں یہ مرحلہ بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔ یا ملک کی معاشی ترقی اور اس کی صنعتی و زرعی تعمیر پر زور دیا جاتا رہا۔ خدا کے فضل سے اس وقت پاکستان اپنے مادی وسائل کے لحاظ سے اور اپنی بساط کے مطابق استحکام کے اس درجے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہے جس کا وہ مستحق ہے۔ وہ جہاں اب معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا ہے، جس کے بارے میں پہلے غیر تو غیر اپنے بھی شک و شبہ کا اظہار کیا کرتے تھے تو وہاں اس نے سیاسیات عالم میں بھی ایک ایسا مقام حاصل کر لیا ہے، جہاں سے وہ مشرق و مغرب کے ملکوں سے ایک برابر کی حیثیت سے بات کر سکتا ہے۔

قیام اور استحکام کے بعد ایک مملکت جن مقاصد کی حامل اور نظریات کی داعی ہوتی ہے اور جو فی الاصل اس کا معنوی وجود ہوتے

اس کی توسیع کا جسے انگریزی میں *Projection* کہتے ہیں، دور آتا ہے۔ ایک مملکت کے مادی وجود کے ساتھ ساتھ اس کا معنوی وجود لیسے ہی ضروری ہوتا ہے جیسے ایک آدمی کے بدن میں سوچنے والے دماغ کا ہونا ضروری ہے۔ پاکستان قیام اور استحکام کے دور کے بعد اب اپنے معنوی وجود کی توسیع کے دور میں داخل ہو رہا ہے، اور اسے لا محالہ اس دور کے لوازم کو پورا کرنا ہوگا۔ یہ اس کے لئے اتنا ہی لازمی ہے جتنا اس کا استحکام لازمی تھا۔

ظاہر ہے پاکستان کے اس معنوی وجود کی اساس اسلام ہے۔ اور پاکستان کو نہ صرف اس کے اصول و مبادی اور اس کی تعلیمات کو اپنی قومی زندگی میں سمونا ہے، بلکہ اس سمونے کا اس کا اپنا جو مخصوص طریقہ کار ہوگا، اسے اس کو دوسروں کو سامنے بھی پیش کرنا ہوگا۔ یہی اس کے معنوی وجود کی توسیع ہوگی۔

اسلامی حکومت، اسلامی معیشت، اسلامی معاشرت اور اسلامی ضابطہ قانون کے بارے میں ہمارے ہاں جو بحثیں ہوتی رہتی ہیں اور بعض حلقوں کی طرف سے انہیں عملاً نافذ کرنے کے جو مطالبے ہو رہے ہیں، وہ حقیقت میں پاکستان کے اسی معنوی وجود کا اثبات اور اس کی توسیع کی کوشش ہے۔

اس میں شک نہیں کہ پاکستان کی قومی زندگی کے ہر پہلو کو اسلامی اصول و مبادی سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے اور یہ خوشی کی بات ہے کہ حکومت کو اس ضرورت کا پورا احساس ہے اور وہ اس بارے میں مناسب اقدام بھی کر رہی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں ہم یہ عرض کریں گے کہ گو قومی زندگی کا ہر پہلو اپنی جگہ بڑا اہم ہے اور اسے ہمیں یقینی طور پر اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ لیکن جزواً جزواً ہر پہلو کو لینے سے پہلے بڑا اچھا ہو اگر ہم پاکستان کی آیندہ قومی زندگی کے متعلق جسے ہم بروئے کار لانا چاہتے ہیں کہ پہلے ایک بنیادی جامع تصور متعین کرنے کی کوشش کریں تاکہ یہ تصور فکری اساس کا کام دے جملہ تفصیلات کو خیال سے عمل میں لانے کے لئے — ایک عمارت کا اگر پورا نقشہ ذہن میں ہو، تو عمارت کی تعمیر میں بڑی آسانی رہتی ہے۔

ہمارے خیال میں اس بنیادی جامع تصور کے تعین میں ہمیں حضرت شاہ ولی اللہ کی تعلیمات

سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ شاہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ سب کچھ ان کی اپنی تخلیق ہے، لیکن اس سے کسی کو انکار نہیں ہوگا کہ پہلے بزرگ جو کچھ لکھ گئے تھے، شاہ صاحب نے اس سے استفادہ کرکے بعد والوں کے لئے اسلام کے اصول و مبادی اور اس کی تعلیمات و احکام کو ایک واضح شکل چھوڑی ہے، جو نسبتاً جدید ہے اور ہم اس کو طرف قدرے آسانی سے رجوع کرسکتے ہیں۔

شاہ صاحب کے بعد اس دور کے ہمارے دوسرے بڑے مفکر علامہ اقبال ہیں، جنہوں نے قدیم اسلامی افکار میں عہد حاضر کے علوم سے حاصل شدہ تجدید زندگی پیدا کی۔ اور اس طرح ہمارے دینی سلسلۂ فکر کو آگے بڑھایا۔ آج ضرورت زمانے کے نئے تقاضوں اور پاکستان کی موجودہ ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس دینی سلسلۂ فکر کی بنیاد پر اپنی مجموعی زندگی کے لئے ایک جامع اسلامی تصور معین کرنے کی ہے، جس کے تحت ہماری قومی زندگی کے تمام پہلوؤں کی اسلامی اصولوں پر تشکیل ہوسکے۔ ایک فکر ہی فی الواقع وہ نقشہ ہوتا ہے، جس پر عملی عمارت کی تعمیر کی جاسکتی ہے۔

ایک زندہ اور زندگی بخش فکر جامد نہیں ہوتا۔ وہ زمانے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا اور نئی چیزوں اور نئے رجحانات کو اپناتا جاتا ہے۔ یقیناً فکر ولی اللہی پہلوؤں سے مستفاد تھا۔ اب اس کو اور آگے لے جانا ہوگا، تب ہی وہ نئی زندگی کو وجود میں لانے کا باعث ہوسکے گا۔ تعلیمات ولی اللہی کے سلسلے میں اس اکیڈمی کی یہی دعوت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی تصنیف "تاویل الاحادیث" تصحیح و تحشیہ کے بعد شاہ ولی اللہ اکیڈمی کی طرف سے شائع ہوگئی ہے۔ اب تفہیمات کے دونوں حصے زیر طبع ہیں۔ ان پر مفصل حاشیے لکھے گئے ہیں۔